"مثیلِ موسیٰ"

مصنّف

پیر بخش طیب اللہ سلیم

THE GOOD WAY - RIKON - SWITZERLAND

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

Order Number: **RPB4060URD**

German title: **Ein Prophet wie Mose**
English title: **A Prophet like Moses**

The Good Way • P. O. Box 66 • CH-8486-Rikon • Switzerland

Internet address: **www.the-good-way.com**
E-mail address: **info@the-good-way.com**

پیش لفظ

ردِّ عیسائیت پر مسلمان مُصنّفین کی جو کتابیں میری نظر سے گزریں، ان کے مطالعہ کے دوران میرا عجیب تضاد سے سامنا ہُوا۔ ایک طرف ان کتابوں میں یہ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے کہ بائبل محرّف اور ناقابلِ اعتبار ہے۔ دوسری طرف انہی کتابوں میں ایک آدھ باب اِس بات کے تذکرے میں بھی ضرور ملتا ہے کہ موجودہ بائبل میں نبیِّ اسلام کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ میرے لیے یہ طرزِ استدلال ناقابلِ فہم ہے۔ آپ خود ہی غور کیجئے اگر کوئی وکیل عدالت میں ایک تحریر پیش کرکے یہ کہے کہ یہ میرے مُوکّل کے والدِ مرحوم کی وصیت ہے جس کی رُو سے پوری جائیداد کے وہ اور صرف وہ بلا شرکتِ غیرے وارث ہیں، اور دوسرے ہی لمحے کہنا شروع کردے کہ یہ تحریر موضوعہ ہے، اس میں ہاتھ کی صفائی کو بھی کچھ دخل ہے، تو عدالتِ عالیہ ایسے وکیل کی وکالت کے بارے میں کیا کہے گی؟ یہی ناں

بدیں عقل و دانش بباید گریست

شاید آپ یہ سوچیں کہ یہ تو عام کتابوں کا حال ہوگا لیکن مُستند کتابیں اِس قسم کی تضاد بیانی اور اجتماعِ نقیضین سے مبرا ہونگی تو یہ قطعاً خوش فہمی کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہاں تک کہ وہ کتاب جسے "عیسائی مذہب پر سب سے زیادہ جامع، مستحکم، مدلّل اور مبسوط کتاب" کہا گیا، جسے "عیسائیت کی تردید میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھنے والی کتاب" سے موسوم کیا گیا، جسے "عیسائیت کے تابوت میں آخری میخ" کے لقب سے نامزد کیا گیا، جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ "اگر دنیا میں یہ کتاب پڑھی جاتی رہی تو دنیا میں مذہبِ عیسوی کی ترقی بند ہوجائے گی"۔ اِس کتاب (میری مراد مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب "اظہار الحق" سے ہے) کا یہ عالم ہے کہ پہلے باب میں "بائبل کی تحریف کے ناقابلِ انکار دلائل" ہیں تو آخری باب میں "کتبِ مُقدّسہ میں آنحضرت کی ایمان افروز بشارتیں" درج ہیں۔

تحریف کے موضوع پر مَیں کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اگر زندگی نے وفا کی اور مصروفیات نے فرصت دی تو انشاء اللہ آپ کی نظروں سے راقم کی کوئی تحریر گزرے گی۔

سرِدست بائبل کا ایک حوالہ مَیں نے زیرِ بحث لانے کی کوشش کی ہے جس کے بارے میں مسلمان حضرات کا خیال ہے کہ وہ آنحضرت کے بارے میں پیشین گوئی ہے اور مسیحیوں کا کہنا ہے کہ جنابِ مسیح کے بارے میں ہے۔

مَیں اِس مسئلے کو سلجھانے میں کِس حد تک کامیاب ہُوا ہوں اور کہاں تک مَیں نے انصاف کا دامن تھامے رکھا ہے، آپ کو فیصلہ کرنا ہے۔ حقیر سی کوشش حاضرِ خدمت ہے۔

تسلیم

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

Order Number: **RPB 4060 URD**
German title: **Ein Prophet wie Mose**
English title: **A Prophet like Moses**

The Good Way - Post Box 66 - CH-8486-Rikon - Switzerland
Internet address: **http://www.the-good-way.com**
E-mail address: **inf@the-good-way.com**

مثیلِ موسیٰ

"خداوند تیرا خُدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُس کی سُننا ۔ ۔ ۔ مَیں ان کے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ مَیں اُسے حکم دوں گا وہی وہ اُن سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری اِن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہیگا نہ سُنے تو مَیں اُن کا حساب اُس سے لُوں گا۔"

(استثنا ۱۸: ۱۵، ۱۸، ۱۹)۔

یہ ہیں توریت کے وہ الفاظ جو موضوعِ بحث ہیں، جو وجۂ نزاع ہیں۔ آخر اِن آیات کا مصداق کون ہیں؟ کیا پیغمبرِ اسلام نہیں؟ آپ بنی اسرائیل کے "بھائیوں" بنی اسمٰعیل میں سے تھے۔ آپ جنابِ موسیٰ کی "مانند" تھے۔ انہی کی طرح صاحبِ کتاب و صاحبِ شریعت تھے۔ آپ جنابِ موسیٰ کی طرح صاحبِ سیف بھی تھے۔ دونوں نے

غزوات میں حصّہ لیا۔ آپ کو بھی جنابِ موسیٰ کی طرح اپنے وطن کو خیرباد کہنا پڑا۔ جنابِ موسیٰ نے جس شہر کو ہجرت کی اس کا نام مدیان (یا مدئن) تھا اور جس شہر کی طرف جنابِ نبیٔ اسلام نے ہجرت کی اس کا نام مدینہ تھا۔ شہروں کے ناموں کی مماثلت اِس بات کی غمازی کرتی ہے کہ آپ ہی مثیلِ موسیٰ ہیں۔

آخر مسیحی حضرات کے پاس مندرجہ بالا دلائل کا کیا جواب ہے؟ بالکل سیدھا سادہ سا، کہ مندرجہ بالا تشریح کی تائید نہ تو توریت کا متن کرتا ہے، نہ سیاق وسباق۔ ہر مُصنّف کو اپنے الفاظ کے معانی متعین کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے اور توریت کا مُصنّف ان الفاظ کو وہ معانی نہیں پہناتا جو اُس کے معترضین پہناتے ہیں۔ نہ ہی بائبل کے دوسرے حصّے اس تاویل کی تائید کرتے ہیں۔ نہ جنابِ مسیح نے ان الفاظ کے یہ معانی سمجھے، نہ آپ کے حواریوں نے، اور نہ ہی آپ کے ہمعصروں نے۔

جب صورتِ حال یہ ہو تو تائید یا تردید سے پیشتر اور موافقت یا مخالفت سے پہلے کیوں نہ ایک ایک لفظ کا بغور مطالعہ کر لیا جائے۔ اِس مطالعے کے دوران ہم ایک اصول نہ بھُولیں۔ جس طرح قرآن مجید اپنا مُفسّر خود ہے، اُسی طرح بائبل بھی اپنی مُفسّر خود ہے۔ اُسے اپنی مدد کیلئے سبرآمد کی ہوئی بیساکھیوں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، چاہے وہ کتنی خوبصورت کیوں نہ ہوں۔

اوّل۔ آیئے سب سے پہلے ان الفاظ پر غور کریں "تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے"۔ سوال یہ ہے کہ "تیرے بھائیوں" سے کون مراد ہے؟ بنی اسمٰعیل یا بنی اسرائیل؟ اولاً تو ان الفاظ "تیرے ہی بھائیوں میں سے" کی تشریح اس حوالے میں، عبرانی زبان میں، خود موجود ہے "تیرے ہی درمیان سے"۔ اس صریح وضاحت کے بعد کسی ابہام کا اِمکان ہی نہیں رہتا۔ لیکن چُونکہ "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ توریت کے سامری نسخہ اور اعمال الرسل (۳: ۲۲؛ ۷: ۳۷) میں نہیں پائے جاتے، اِس لئے بار بار یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ "تیرے بھائیوں" سے مراد بنی اسمٰعیل ہیں۔ لیکن کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کسی نے اتنی زحمت گوارا کر لی ہوتی کہ پوری بائبل تو درکنار، پوری توریت تو ایک طرف، اگر صرف استثنا کی کتاب ہی کا مطالعہ کر لیا ہوتا اور اُن تمام حوالجات پر غور کر لیا ہوتا جن میں لفظ "بھائی" استعمال ہُوا ہے، تو اِس قسم کی غلط فہمی یا خوش فہمی کا شکار ہونے سے بچ گئے ہوتے۔ استثنا کی کتاب میں لفظ "بھائی" مختلف تراکیب کے ساتھ مندرجہ ذیل مقامات پر استعمال ہُوا ہے۔

استثنا ۱: ۱۶۔ "اُسی موقع پر مَیں نے تمہارے قاضیوں سے تاکیداً یہ کہا کہ تم اپنے بھائیوں کے مقدّموں کو سُننا پر خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پردیسی

کا تم اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا۔"

استثنا ۱ : ۲۸۔ "ہمارے بھائیوں نے تو یہ بتا کر ہمارا حوصلہ توڑ دیا ہے کہ وہاں کے لوگ ہم سے بڑے بڑے اور لمبے ہیں۔"

" ۲ : ۴ "تو اُن لوگوں کو تاکید کر دے کہ تم کو بنی عیسو تمہارے بھائی جو شعیر میں رہتے ہیں انکی سرحد کے پاس سے ہو کر گزرنا ہے اور وہ تم سے ہراساں ہوں گے سو تم خوب احتیاط رکھنا۔"

" ۲ : ۸ "سو ہم اپنے بھائیوں بنی عیسو کے پاس سے جو شعیر میں رہتے ہیں کترا کر میدان کی راہ سے ایلات اور عصیون جابر ہوتے ہوئے گزرے۔"

" ۳ : ۱۸ "تم سب جنگی مرد مسلح ہو کر اپنے بھائیوں بنی اسرائیل کے آگے آگے پار چلو۔"

" ۳ : ۱۹، ۲۰ "سو یہ سب تمہارے ان ہی شہروں میں رہ جائیں جو میں نے تم کو دئے ہیں تاوقتیکہ خداوند تمہارے بھائیوں کو چین نہ بخشے جیسے تم کو بخشا۔"

" ۱۰ : ۹ "لاوی کو کوئی حصہ یا میراث اس کے بھائیوں کے ساتھ نہیں ملی۔"

" ۱۳ : ۶ "اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی

یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تُو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے" تجھے شرک کی دعوت دیں تو قطعاً قبول نہ کرنا۔"

استثنا ۱۵ : ۲۔ "اگر کسی نے اپنے پڑوسی کو کچھ قرض دیا ہو تو وہ اُسے چھوڑ دے اور اپنے پڑوسی یا بھائی سے اس کا مطالبہ نہ کرے۔"

" ۱۵ : ۳ "پردیسی سے تو اس کا مطالبہ کر سکتا ہے پر جو کچھ تیرا تیرے بھائی پر آتا ہو اُسکی طرف سے دست بردار ہو جانا۔"

" ۱۵ : ۷ "جو ملک خداوند تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے اگر اس میں کہیں تیرے پھاٹکوں کے اندر تیرے بھائیوں میں سے کوئی مفلس ہو تو اپنے مفلس بھائی کی طرف سے نہ اپنا دل سخت کرنا اور نہ ہی اپنی مٹھی بند کر لینا۔"

" ۱۵ : ۹ "خبردار تیرے مفلس بھائی کی طرف سے تیری نظر بد ہو جائے۔"

" ۱۵ : ۱۱ "تو اپنے ملک میں اپنے بھائی یعنی کنگالوں اور محتاجوں کے لئے اپنی مٹھی کھلی رکھنا۔"

" ۱۵ : ۱۲ اگر تیرا کوئی بھائی خواہ وہ عبرانی مرد ہو یا عبرانی عورت

تیرے ہاتھ بکے ...."

استثنا ۱۷: ۱۵ "تو اپنے بھائیوں میں سے کسی کو اپنا بادشاہ بنانا اور پردیسی کو جو تیرا بھائی نہیں اپنے اوپر حاکم نہ کر لینا۔"

" ۱۷: ۲۰ "اس کے دل میں غرور نہ ہو کہ وہ اپنے بھائیوں کو حقیر جانے اور ان احکام سے نہ تو دہنے نہ بائیں مڑے تاکہ اسرائیلیوں کے درمیان اس کی اور اس کی اولاد کی سلطنت مدت تک رہے۔"

" ۱۸: ۱،۲ "لاوی کاہنوں کو ... ان کے بھائیوں کے ساتھ میراث نہ ملے۔"

" ۱۸: ۷ "اپنے سب لاوی بھائیوں کی طرح جو وہاں خداوند کے حضور کھڑے رہتے ہیں وہ بھی خداوند اپنے خدا کے نام سے خدمت کرے۔"

" ۱۸: ۱۵ "خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔"

" ۱۸: ۱۸ "میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا۔"

" ۱۹: ۱۸،۱۹ "اگر وہ گواہ جھوٹا نکلے اور اس نے اپنے بھائی

کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہو تو جو حال اس نے اپنے بھائی کا کرنا چاہا تھا وہی تم اس کا کرنا۔"

استثنا ۲۰: ۸ "فوجی حکام لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ان سے یہ بھی کہیں کہ جو شخص ڈرپوک اور کچے دل کا ہو وہ بھی اپنے گھر کو لوٹ جائے تا نہ ہو کہ اس کی طرح اس کے بھائیوں کا حوصلہ بھی ٹوٹ جائے۔"

" ۲۲: ۱-۴ "تو اپنے بھائی کے بیل یا بھیڑ کو بھٹکتی دیکھ کر اس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ ضرور تو اس کو اپنے بھائی کے پاس پہنچا دینا۔ اور اگر تیرا بھائی تیرے نزدیک نہ رہتا ہو یا تو اس سے واقف نہ ہو تو تو اس جانور کو اپنے گھر لے آنا اور وہ تیرے پاس رہے جب تک تیرا بھائی اس کی تلاش نہ کرے۔ تب تو اسے اس کو دے دینا۔ تو اس کے گدھے اور اس کے کپڑے سے بھی ایسا ہی کرنا۔ غرض جو کچھ تیرے بھائی سے کھویا جائے اور تجھ کو ملے تو اس سے ایسا ہی کرنا اور روپوشی نہ کرنا۔ تو اپنے بھائی کا گدھا یا بیل راستہ میں گرا ہوا دیکھ کر اس سے روپوشی نہ کرنا۔"

" ۲۳: ۷ "تو کسی ادومی سے نفرت نہ کرنا کیونکہ وہ تیرا بھائی ہے۔"

استثنا ۱۹:۲۳ "تُو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا۔"

" ۲۰:۲۳ "تُو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے پر اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا۔"

" ۷:۲۴ "اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی بھائیوں میں سے کسی کو غلام بنائے ... تو مار ڈالا جائے۔"

" ۱۰:۲۴ "جب تو اپنے بھائی کو کچھ قرض دے تو گرو کی چیز لینے کو اس کے گھر میں نہ گھسنا۔"

" ۱۴:۲۴ "تو اپنے غریب اور محتاج خادم پر ظلم نہ کرنا خواہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہو خواہ ان پردیسیوں میں سے جو تیرے ملک کے اندر تیری بستیوں میں رہتے ہوں۔"

" ۳:۲۵ "وہ اُسے چالیس کوڑے لگائے، اِس سے زیادہ نہ مارے تا نہ ہو کہ اس سے زیادہ کوڑے سے تیرا بھائی تجھ کو حقیر معلوم ہونے لگے۔"

" ۵:۲۵-۹ "اگر کئی بھائی مل کر ساتھ رہتے ہوں اور ایک اُن میں سے بے اولاد مر جائے تو اُس مرحوم کی بیوی کسی اجنبی سے بیاہ نہ کرے بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس کے پاس جا کر اُسے اپنی بیوی بنالے اور شوہر کے بھائی کا جو حق ہے وہ اُس

کے ساتھ ادا کرے اور اس عورت کا جو پہلا بچہ ہو وہ اس آدمی کے مرحوم بھائی کے نام کا کہلائے ... میرا دیور اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال کرنے سے اِنکار کرتا ہے ... جو آدمی اپنے بھائی کا گھر آباد نہ کرے۔"

استثنا ۵۴:۲۸ "اُس کی بھی اپنے بھائی اور اپنی ہم آغوش بیوی اور اپنے باقی ماندہ بچوں کی طرف بُری نظر ہوگی۔"

" ۵۰:۳۲ "اسی پہاڑ پر جہاں تُو [موسیٰ] وفات پائے، وفات پا کر اپنے لوگوں میں شامل ہو، جیسے تیرا بھائی ہارون ہور کے پہاڑ پر مرا اور اپنے لوگوں میں جا ملا۔"

" ۹:۳۳ "نہ اُس [لاوی] نے اپنے بھائیوں کو اپنا مانا اور نہ اپنے بیٹوں کو پہچانا۔"

" ۱۶:۳۳ "ان سب کے اعتبار سے یوسف کے سر پر یعنی اسی کے سر کے چاند پر جو اپنے بھائیوں سے جدا رہا برکت نازل ہو۔"

" ۲۴:۳۳ "آشر آس اولاد سے مالا مال ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کا مقبول ہو۔"

مندرجہ بالا حوالجات کے مطالعے سے قارئین پر یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہوگی کہ اگرچہ استثنا کا مُصنف لفظ "بھائی" کم و بیش ۴۸ مرتبہ اِستعمال کرتا ہے لیکن ایک دفعہ بھی اُسے بنی اسمٰعیل کے لئے اِستعمال نہیں کرتا۔ ایسے حالات میں "بھائی" سے بنی اسمٰعیل مراد لینا حق و انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہوگا۔

دوم - اب دوسرے جملے پر غور کیجئے۔ "میری مانند ایک نبی برپا کرے گا"؛ "تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا"۔ "میری مانند" یا "تیری مانند" سے کیا مراد ہے؟ اِس سے پہلے کہ ہم ان الفاظ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم وہ اصول پھر دہرائیں جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے کہ ہر مُصنّف کو اپنے الفاظ کا مفہوم متعین کرنے کا پورا پورا حق پہنچتا ہے اور بائبل اپنی مُفسّر خود ہے۔ تو آیئے پھر بائبل سے ان الفاظ کے معانی متعین کریں۔ اِسی استثنا کی کتاب کے آخری باب میں مرقوم ہے کہ اگرچہ جنابِ موسیٰ کی وفات کو کافی عرصہ گزر چکا ہے لیکن "اُس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس سے خداوند نے روبرو باتیں کیں نہیں اٹھا۔ اور اُس کو خداوند نے ملکِ مصر میں فرعون اور اُس کے سب خادموں اور اُس کے سارے ملک کے سامنے سب نشانوں اور عجیب کاموں کے دکھانے کو بھیجا تھا۔ یوں موسیٰ نے سب اسرائیلیوں کے سامنے زور آور ہاتھ اور بڑی ہیبت کے کام

کر دکھائے" (۳۴: ۱۰-۱۲)۔

پہلی بات جس کا تذکرہ اِن آیات میں کیا گیا ہے یہ ہے کہ "موسیٰ کی مانند" نبی کی توقع "بنی اسرائیل" میں سے تھی۔ جس وقت استثنا کا آخری باب قلمبند کیا گیا اگرچہ اس وقت جنابِ موسیٰ کی وفات کو اچھا خاصا وقت گزر چکا تھا لیکن لوگ پھر بھی مثیلِ موسیٰ کی آمد کے منتظر تھے۔ اور مثیلِ موسیٰ کو بنی اسرائیل سے آنا تھا۔ اور مثیلِ موسیٰ اُس وقت تک بنی اسرائیل میں سے مبعوث نہیں ہُوا تھا۔ لوگ پھر بھی توقع لگائے بیٹھے رہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے آئے گا۔ کسی کو دور کی بھی نہ سُوجھی کہ کہتا "یارو، آؤ، بنی اسمٰعیل کے پاس چلیں۔ ان سے معلوم کریں کہ آیا وہ نبی آچکا ہے یا نہیں، کیونکہ بنی اسمٰعیل ہی تو ہمارے بھائی ہیں"۔ کیونکہ انھوں نے کبھی "تیرے بھائیوں" کا مطلب بنی اسمٰعیل نہ سمجھا، اِس لئے اس قسم کی حرکت بھی نہ کی۔

دوسری بات جس کا تذکرہ مندرجہ بالا آیات (استثنا ۳۴: ۱-۱۲) - میں کیا گیا ہے اِس بات کی تشریح ہے کہ مثیلِ موسیٰ سے کیا مراد ہے؟ ایسے دعویدار میں کن باتوں کا ہونا ضروری ہے؟ وہ کیا شرائط ہیں؟ وہ کونسے نشانات ہیں جن سے ہم اس کی نشاندہی کر سکیں؟ اِن آیات میں دو خصوصیات کا ذکر ہے۔

۱۔ خدا اُس سے روبرو باتیں کرے۔

۲۔ وہ معجزات دکھائے

جب ہم قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت سے رُوبرُو کلام نہیں کیا بلکہ جبرئیل فرشتہ کے ذریعے اپنا کلام بھیجا۔ اِس طرح کلام بلاواسطہ نہیں رہتا بلکہ بالواسطہ ہو جاتا ہے۔ اِس سلسلے میں بخاری شریف کی اِس حدیث کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا جس میں نزولِ وحی اور کیفیاتِ وحی کا ذکر ہے۔ بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔

عن عائشة رضي الله عنها ان الحارث بن هشام رضي الله عنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله كيف ياتيك الوحي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احياناً ياتي مثل صلصلة الجرس وهو اشده علي فيفصم عني وقد وعيت عنه ما قال واحياناً يتمثل لي الملك رجلاً فيكلمني فاعي ما يقول قالت عائشة رضي الله عنها ولقد رأيته ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقاً۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا "یا رسُول اللہ آپ پر وحی کِس طرح آتی ہے؟" آپ نے فرمایا: کبھی تو میرے پاس وحی مثل گھنٹی کی آواز کے آتی ہے اور تمام وحیوں میں (یہ قسم وحی کی) مجھ پر زیادہ دشوار ہے۔ پھر یہ کیفیت مجھ سے دُور ہو جاتی ہے کہ فرشتے نے جو کچھ کہا اسے اخذ کر

چکتا ہوں۔ اور کبھی فرشتہ میرے سامنے آدمی کی صورت بن کر آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے اس کو میں حفظ کر لیتا ہوں" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "بے شک مَیں نے سخت سردی والے دن میں آپ پر وحی اُترتے ہوئے دیکھی اور (یہ دیکھا کہ اُس وقت) آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا"۔ اِس روایت میں کہیں بھی خدا کے آنحضرت سے رو برو کلام کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔

اس کے برعکس جب ہم عہدِ جدید کی طرف آتے ہیں تو انجیلِ یُوحنا کی پہلی ہی آیت میں ان الفاظ کا سامنا ہوتا ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا" (۱:۱)۔ یونانی زبان کے الفاظ "پروس ٹون تھیون" (ΠΡΌΣ ΤῸΝ ΘΕΌΝ) کا مطلب ہے "کلام خدا کے روبرو تھا، بالمشافہ تھا"۔ پھر اسی انجیل میں یہ بھی مرقوم ہے "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا" (۱:۱۸) یا "لاثانی بیٹا جس کے باپ سے بہت گہرے مراسم ہیں"۔

دوسری شرط جو مثیلِ موسیٰ کے لئے بیان کی گئی تھی یہ تھی کہ وہ نبی صاحبِ معجزات ہوگا۔ جنابِ مسیح کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ عہدِ جدید میں قدم قدم پر اُن کے معجزات اور خارق العادت اعمال کا ذکر ہے اور قرآن مجید بھی ان معجزات کا مؤید ہے، لیکن جب ہم قرآن مجید کی طرف اس غرض سے متوجہ ہوتے ہیں کہ نبیِ اسلام کے

معجزات کے بارے میں کچھ معلوم کریں تو ہمارا سامنا اس قسم کی آیات سے ہوتا ہے:

سورۂ بنی اسرائیل آیت ۵۹

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ

(اور ہم نے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی، کہ اگلوں نے ان کو جھٹلایا) ۔

سورۂ انعام آیت ۳۷

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

(اور کہتے ہیں کیوں نہیں اتری، اس پر کچھ نشانی اس کے رب سے؟ تو کہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اتارے کچھ نشانی، ولیکن ان بہتوں کو سمجھ نہیں) ۔

سورۂ انعام آیت ۱۱۰

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

(اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی،

تاکید سے، کہ اگر ان کو ایک نشانی پہنچے، البتہ اس کو مانیں۔ تو کہہ، نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں، اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آویں گی تو یہ مانیں گے)

سورۂ اعراف آیت ۲۰۳

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ

(اور جب تو لے کر نہ جاوے ان پاس کوئی آیت، کہیں کچھ چھانٹ کیوں نہ لایا؟ تو کہہ، میں چلتا ہوں اسی پر جو حکم آوے مجھ کو میرے رب سے) ۔

سورۂ یونس آیت ۲۰

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ

(اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے، سو تو کہہ، کہ چھپی بات اللہ ہی جانے، سو راہ دیکھو، میں

تمہارے ساتھ ہوں راہ دیکھتا)۔

سورۂ رعد آیت ۷

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

(اور کہتے ہیں منکر، کیوں نہ اُتری اس پر، کوئی نشانی اس کے رب سے؟ تُو تو ڈر سنانے والا ہے، اور ہر قوم کو ہُوا ہے راہ بتلانے والا)۔

سورۂ رعد آیت ۲۷

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ

(اور کہتے ہیں منکر، کیوں نہ اُتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے؟ کہہ، اللہ بھٹکاتا ہے جس کو چاہے، اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اُس کو، جو رجوع ہُوا)۔

سورۂ عنکبوت آیت ۵۰

وَقَالُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيٰتٌ

مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيٰتُ عِندَ اللّٰهِ وَإِنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ

(اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتریں اس پر کچھ نشانیاں؟ اس کے رب سے، تو کہہ، نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے۔ اور مَیں تو یہی سنا دینے والا ہوں کھول کر)۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بیشمار آیات ہیں جن میں بار بار یہ کہا گیا ہے کہ آنحضرت معجزات دکھانے کے لئے نہیں آئے۔ آپ خود ہی اندازہ لگایئے کہ توریت کی اِس آیت کے، جس میں موعود نبی کے لئے صاحبِ معجزات ہونا شرط ہے، آنحضرت کس طرح مصداق ہو سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید آپ سے نہ صرف کسی قسم کا معجزہ منسوب نہیں کرتا بلکہ آپ سے معجزات سرزد ہونے کی بھی تردید کرتا ہے۔

سوم:۔ تیسری شرط یہ تھی کہ پیشینگوئی کا مصداق "نبی" ہوگا۔ معترضین یہ کہتے ہیں کہ چونکہ مسیحی حضرات جنابِ مسیح کو خدا اور ابنِ خدا مانتے ہیں۔ اِس لئے وہ تو اس پیشگوئی کا مصداق ہو ہی نہیں سکتے، البتہ جنابِ نبیِ اسلام ضرور اس کے مصداق ہیں، کیونکہ آپ نبی تھے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآنِ مجید جنابِ مسیح کی نبوت کا معترف اور موید ہے۔ دوسرے، رہ گیا عہدِ جدید، تو آیئے دیکھیں

اُس کے مطابق جناب مسیح نبی تھے یا نہیں۔ اس سلسلے میں ہم تین باتوں کی تحقیق کریں گے۔

۱۔ آیا لوگ آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں؟

۲۔ آیا آپ کے حواری آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں؟

۳۔ آیا جناب مسیح خود اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں؟

پہلے ۔ کیا لوگ آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں؟

متی ۱۶: ۱۳-۱۴ "جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا تو اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں، بعض ایلیاہ، بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔"

متی ۲۱: ۱۱ "بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرۃ کا نبی یسوع ہے۔"

متی ۲۱: ۴۶ "وہ اُسے پکڑنے کی کوشش میں تھے لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے۔"

مرقس ۶: ۱۴-۱۵ "ہیرودیس بادشاہ نے اس کا [یعنی مسیح کا] ذکر سُنا کیونکہ اُس کا نام

مشہور ہوگیا تھا اور اُس نے کہا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے کیونکہ اس سے معجزے ظاہر ہوتے تھے۔ مگر بعض کہتے تھے کہ ایلیاہ ہے اور بعض یہ کہ نبیوں میں سے کسی کی مانند ایک نبی ہے۔"

مرقس ۸: ۲۷-۲۸ "پھر یسوع اور اس کے شاگرد قیصریہ فلپی کے گاؤں میں چلے گئے اور راہ میں اُس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔"

لوقا ۷: ۱۶ جب آپ نے ایک مُردہ زندہ کیا تو "سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہُوا ہے اور خدا نے اپنی اُمت پر توجہ کی ہے۔"

لوقا ۷: ۳۹ "اُس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ

کر اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ شخص
نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اُسے چھوتی
ہے وہ کون اور کیسی عورت ہے
کیونکہ بدچلن ہے۔"

لوقا ۹ : ۸ "بعض کہتے تھے کہ یوحنا مردوں میں
سے جی اُٹھا ہے اور بعض یہ کہ ایلیاہ
ظاہر ہُوا ہے اور بعض یہ کہ قدیم نبیوں
میں سے کوئی جی اٹھا ہے۔"

لوقا ۹ : ۱۸ - ۱۹ "اُس نے [مسیح نے] ان سے پُوچھا کہ
لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے
جواب میں کہا کہ یوحنا بپتسمہ دینے
والا اور بعض ایلیاہ کہتے ہیں اور
بعض یہ کہ قدیم نبیوں میں سے کوئی
جی اُٹھا ہے۔"

یوحنا ۴ : ۱۹ سامری عورت نے اُس سے کہا اے
خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تُو نبی ہے۔"

یوحنا ۶ : ۱۴ "پس جو معجزہ اُس نے دکھایا وہ لوگ
اُسے دیکھ کر کہنے لگے جو نبی دُنیا میں
آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے۔"

یوحنا ۷ : ۴۰ "پس بھیڑ میں سے بعض نے یہ باتیں سُن
کر کہا بے شک یہی وہ نبی ہے۔"

یوحنا ۷ : ۵۲ "انہوں نے اس سے [نیکدیمس سے]
جواب میں کہا تو بھی گلیل کا ہے؟
تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے
کوئی نبی برپا نہیں ہونے کا۔"

یوحنا ۹ : ۱۷ "انہوں نے پھر اندھے سے کہا کہ اُس
نے جو تیری آنکھیں کھولیں تو اُس
کے حق میں کیا کہتا ہے؟ اُس نے
کہا وہ نبی ہے۔"

دوسرے۔ کیا حواری آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں؟

لوقا ۲۴ : ۱۹ اماؤس کو جاتے ہوئے دو شاگرد
جنہیں جناب مسیح اُٹھنے کے بعد ملے۔
آپ نے ان سے پُوچھا "کیا ہُوا؟" انہوں
نے اُس سے کہا یسوع ناصری کا ماجرا
جو خدا اور ساری اُمت کے نزدیک
کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا..."

تیسرے۔ کیا جناب مسیح خود اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے؟

متی ۱۳ : ۵۷ "یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے

وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بےعزت
نہیں ہوتا۔"

مرقس ۶ : ۴ "یسوع نے اُن سے کہا نبی اپنے وطن
اور اپنے رشتہ داروں اور اپنے گھر
کے سوا اور کہیں بےعزت نہیں ہوتا۔"

لوقا ۴ : ۲۴ "اُس نے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ کوئی نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں
ہوتا۔"

یوحنا ۴ : ۴۴ "یسوع نے خُود گواہی دی کہ نبی اپنے
وطن میں عزت نہیں پاتا۔"

متی ۲۳ : ۳۷ "اَے یروشلیم! اے یروشلیم! تُو جو
نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس
بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتی ہے!
کتنی بار مَیں نے چاہا کہ جس طرح مُرغی
اپنے بچّوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے
اُسی طرح مَیں بھی تیرے لڑکوں کو جمع
کر لوں مگر تم نے نہ چاہا۔"

لوقا ۱۳ : ۳۳-۳۴ "مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ
پر چلنا ضرور ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ نبی

یروشلیم سے باہر ہلاک ہو۔ اَے یروشلیم!
اَے یروشلیم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی
ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو
سنگسار کرتی ہے کتنی ہی بار مَیں نے
چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچّوں کو
پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں
بھی تیرے بچّوں کو جمع کر لوں مگر تم
نے نہ چاہا۔"

اب آخر میں اِس بات پر بھی غور کریں کہ آیا کہیں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ جنابِ موسیٰ کی پیش گوئی کے مصداق جنابِ مسیح تھے یا یہ صرف ہمارا استدلال و استنتاج ہے۔

پہلے۔ کیا لوگ آپ کو جنابِ موسیٰ کی پیش گوئی کا مصداق سمجھتے تھے یا نہیں؟

یوحنا ۱ : ۴۵ "فلپس نے نتن ایل سے مل کر اس سے
کہا کہ جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں
اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا۔
وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے۔"

یوحنا ۶ : ۱۴ "پس جو معجزہ اس نے دکھایا وہ لوگ
اسے دیکھ کر کہنے لگے جو نبی دنیا میں آنے

والا تھا فی الحقیقت یہی ہے۔"

یوحنا ۷: ۴۰ "پس بھیڑ میں سے بعض نے یہ باتیں سُنکر کہا بے شک یہی وہ نبی ہے۔"

دوسرے۔ کیا حواری آپ کو اُس پیش گوئی کا مصداق سمجھتے تھے؟

اعمال ۳: ۱۱-۲۶ پطرس کی شہادت: "جن باتوں کی خدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی کہ اس کا مسیح دکھ اٹھائیگا وہ اس نے اسی طرح پوری کیں۔۔۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اُس کی سننا۔ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سُنیگا وہ اُمت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا اُن سب نے اِن دنوں کی خبر دی ہے۔"

اعمال ۷: ۳۷، ۵۲، ۵۳ ستفنس کی شہادت: "یہ وہی موسیٰ

ہے جس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کرے گا۔۔۔ نبیوں میں سے کس کو تمہارے باپ دادا نے نہیں ستایا؟ انہوں نے اس راستباز [مسیح] کے آنے کی پیشین خبری دینے والوں کو قتل کیا اور اب تم اسکے پکڑوانے والے اور قاتل ہوئے۔ تم نے فرشتوں کی معرفت سے شریعت تو پائی پر عمل نہ کیا۔"

اعمال ۲۸: ۲۳ پولس کی شہادت: "وہ اس سے ایک دن ٹھہرا کر کثرت سے اُس کے ہاں جمع ہوئے اور وہ خدا کی بادشاہی کی گواہی دے دے کر اور موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں سے یسوع کی بابت سمجھا سمجھا کر صبح سے شام تک اُن سے بیان کرتا رہا۔"

تیسرے۔ کیا جناب مسیح نے خود اِس بات کا دعویٰ کیا کہ میں اِس پیشین گوئی کا مصداق ہوں؟

لوقا ۲۴: ۲۷ "موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اسکے

حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ ان کو سمجھا دیں۔"

لوقا ۲۴: ۴۴-۴۵ "پھر اُس نے اُن سے کہا یہ میری وہ باتیں ہیں جو مَیں نے تم سے اس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبُور میں میری بابت لکھی ہیں پُوری ہوں۔ پھر اُس نے ان کا ذہن کھولا تاکہ کتابِ مُقدّس کو سمجھیں۔"

یوحنّا ۵: ۴۶ "اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے اِس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے۔"

چہارم - یہ کہا گیا تھا کہ "تم اُس کی سننا" (استثنا ۱۸: ۱۵؛ اعمال ۳: ۲۲)۔ اس کی تکمیل یوں ہوئی کہ جب جنابِ مسیح اپنے حواریوں پطرس، یعقوب اور یوحنّا کے ہمراہ پہاڑ پر تھے تو اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی اور اس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا اور اس کی پوشاک نُور کی مانند سفید ہو گئی اور دیکھو موسیٰ اور ایلیاہ اس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے انہیں دکھائی دئیے... ایک نورانی بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں، اُس کی سنو" (متی ۱۷: ۱-۸؛ مرقس

۹: ۲-۸؛ لوقا ۹: ۲۸-۳۶)۔

پنجم - مثیلِ موسیٰ کی بابت پیش گوئی میں کہا گیا تھا کہ "اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ مَیں اُسے حکم دوں گا وہی وہ اُن سے کہے گا" (استثنا ۱۸: ۱۸) دوسروں کی نہیں خود جنابِ مسیح کی اپنی بابت یہ شہادت ہے۔

یوحنّا ۷: ۱۶-۱۷ "میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے۔ اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائے گا کہ خدا کی طرف سے ہے یا مَیں اپنی طرف سے کہتا ہوں۔"

یوحنّا ۸: ۲۸ "اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اُسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں۔"

یوحنّا ۱۲: ۴۹-۵۰ "مَیں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا اُسی نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں... جو کچھ مَیں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اُسی طرح کہتا ہوں۔"

یوحنّا ۱۴: ۱۰ "یہ باتیں جو مَیں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف

سے نہیں کہتا بلکہ باپ مجھ میں رہ کر اپنے
کام کرتا ہے۔"

یوحنا ۱۴: ۲۴ "جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ
کا ہے جس نے مجھے بھیجا۔"

یوحنا ۱۷: ۸ "جو کلام تو نے مجھے پہنچایا وہ میں نے
ان کو پہنچایا۔"

یوحنا ۱۷: ۱۴ "میں نے تیرا کلام انہیں پہنچا دیا۔"

صرف یہی نہیں کہ آپ نے کلامِ خدا پہنچایا بلکہ آپ خود بہ نفس نفیس کلامِ خدا تھے۔

یوحنا ۱: ۱ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ
تھا اور کلام خدا تھا۔"

یوحنا ۱: ۱۴ "اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی
سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور
ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ
کے اکلوتے کا جلال۔"

۱-یوحنا ۱: ۱ "اس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا
سے تھا اور جسے ہم نے سنا اور اپنی
آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور
اپنے ہاتھوں سے چھوا۔"

مکاشفہ ۱۹: ۱۱-۱۳ "پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا
اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا
ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا
اور برحق کہلاتا ہے ... اس کا نام
کلامِ خدا کہلاتا ہے۔"

سورۂ آلِ عمران آیت ۳۹ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى
مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

سورۂ آلِ عمران آیت ۴۵ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ
اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى
ابْنُ مَرْيَمَ

ششم۔ "جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا" (استثنا ۱۸: ۱۹) یا "جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔" (اعمال ۳: ۲۳)۔ اس کا مصداق کون ہے؟

جنابِ مسیح نے خود کہا:

متی ۲۱: ۴۳-۴۴ "میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی
تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم
کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائے گی۔"

اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گریگا اُسے
پیس ڈالے گا۔"

لوقا ۲۰: ۱۷-۱۸ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے
کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ جو کوئی اس پر
گرے گا اُس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے
لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس
ڈالے گا۔"

اس پیش گوئی کے ضمن میں ایک بات قابلِ غور ہے کہ جب آپکے حواری پطرس نے استثنا کی پیش گوئی کا مصداق جناب مسیح کو بتایا (اعمال ۳: ۱۱-۲۶)۔ تو ایک توجیہہ یہ پیش کی کہ "ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے خادم یسوع کو جلال دیا" (آیت ۱۳) کیونکہ خدا نے حضرت ابراہیم سے کہا "تیری اولاد سے دنیا کے سب گھرانے برکت پائیں گے" (آیت ۲۵)۔ اسی طرح شہیدِ اوّل ستفنس نے بھی یہ جملہ استعمال کیا (اعمال ۷: ۳۲)۔ اِس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جنابِ موسیٰ کی پیش گوئی کے مصداق کا شجرۂ نسب یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم سے ملنا چاہیئے نہ کہ اسمٰعیل بن ابراہیم سے۔ جنابِ مسیح یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کی نسل سے تھے (دیکھئے

متی ۱: ۱-۱۶؛ لوقا ۳: ۲۳-۲۸)۔

کیا یہ بات اپنے اندر وزن نہیں رکھتی کہ بائبل میں بار بار "ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کا خدا" کا ذکر ہے لیکن ایک مرتبہ بھی "ابرہام اور اسمٰعیل کا خدا" کا ذکر نہیں۔ مندرجہ ذیل مقامات پر "ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کا خدا" کا ذکر ہے۔

خروج ۳: ۶، ۱۵، ۱۶؛ ۴: ۵؛ ۶: ۳؛ ۱-سلاطین ۱۸: ۳۶؛ ۱-تواریخ ۲۹: ۱۸؛ ۲-تواریخ ۳۰: ۶؛ متی ۲۲: ۳۲؛ مرقس ۱۲: ۲۶؛ لوقا ۲۰: ۳۷؛ اعمال ۳: ۱۳؛ ۷: ۳۲۔

مندرجہ ذیل مقامات پر "ابرہام اور اضحاق اور یعقوب" سے عہد کا ذکر ہے۔

خروج ۲: ۲۴؛ ۶: ۸؛ ۳۲: ۱۳؛ ۳۳: ۱؛ احبار ۲۶: ۴۲؛ گنتی ۳۲: ۱۱؛ استثنا ۱: ۸؛ ۶: ۱۰؛ ۹: ۵، ۲۷؛ ۲۹: ۱۳؛ ۳۰: ۲۰؛ ۳۴: ۴؛ ۲-سلاطین ۱۳: ۲۳؛ ۱-تواریخ ۱۶: ۱۶-۱۷؛ زبور ۱۰۵: ۹-۱۰؛ یرمیاہ ۳۳: ۲۶؛ لوقا ۱۳: ۲۸

مندرجہ بالا مقامات کا مطالعہ قاری پر روزِ روشن کی طرح عیاں کر دے گا کہ خدا کا وعدہ کس خاندان سے تھا اور پیشگوئی کا مصداق کون تھا۔

سابقہ صفحات کے مطالعہ نے یہ بات واضح کردی ہوگی کہ اگر بائبل کو خود اپنی تفسیر کرنے کی اجازت دی جائے اور بائبل کے مصنفین کو اپنے معانی متعین کرنے کا حق دیا جائے تو قطعاً اس بات کے بارے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ مثیلِ موسیٰ کون ہے؟ تکمیلِ نبوت کس پر ہوئی؟ وہ جس نے کہا "موسیٰ در توریت در بارہ من نوشتہ است"

حوالہ جات

۱ے "بائبل سے قرآن تک"، حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی شہرۂ آفاق تالیف "اظہار الحق" کا اردو ترجمہ اور شرح و تحقیق۔ ترجمہ مولانا اکبر علی صاحب، شرح و تحقیق: محمد تقی عثمانی۔ مکتبۂ دار العلوم۔ کراچی۔ اشاعت اوّل ۱۳۸۸ھ ص۲۱ (محولہ بالا الفاظ مفتی محمد شفیع صاحب کے ہیں)

۲ے مولانا محمد تقی عثمانی (مرتب)۔ "بائبل کیا ہے؟" مکتبۂ دار العلوم۔ کراچی۔ اشاعت اوّل۔ جولائی ۱۹۷۳ء ص۶ (بیان ناظم مکتبۂ دار العلوم)۔

۳ے "بائبل کیا ہے"؟ ص۶ (بیان ناظم مکتبۂ دار العلوم)

۴ے ہندوستانی اخبار "ٹائمز آف لندن" بحوالہ "بائبل کیا ہے"؟ ص۱۰۴٬۱۰۲

۵ے "بائبل کیا ہے"؟ ص۹۲ (اشتہار)۔

۶ے "بائبل کیا ہے"؟ ص۹۲ (اشتہار)

۷ے اس ضمن میں ملاحظہ کیجئے گنتی ۱۲: ۶-۸: "تب اس نے [خداوند نے] کہا میری باتیں سنو۔ اگر تم میں کوئی نبی ہو تو میں جو خداوند ہوں اُسے رویا میں دکھائی دوں گا اور خواب میں اس سے باتیں

کروں گا۔ پر میرا خادم موسیٰ ایسا نہیں ہے۔ وہ میرے سارے خاندان میں امانتدار ہے۔ مَیں اُس سے معموں میں نہیں بلکہ رُوبرُو اور صریح طور پر باتیں کرتا ہوں اور اُسے خدا کا دیدار بھی نصیب ہوتا ہے۔"

۸ے "تجرید البخاری": اصل عربی و ترجمہ اردو۔ ملک دین محمد اینڈ سنز۔ لاہور۔ باب کیف کان بدء الوحی الی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث ۲۱۔ ص۳-۵

۹ے Hendriksen, William, A Commentary on the Gospel of John, (A Geneva Series Commentary), The Banner of Truth, 1961, p.69.

"الکلام خدا کے بالمشافہ تھا (پروس ٹون تھیون) یعنی الکلام کو الاب کے ساتھ قریب ترین ممکنہ رفاقت حاصل تھی اور اس رفاقت میں اُسے دلی سکون حاصل تھا (مقابلہ کیجئے ۱۔یوحنا ۱: ۲)" (ص۶) "عہد جدید میں [حرف جار] 'پروس' (προς) چھ سو سے زائد مقامات پر حالتِ مفعولی میں استعمال ہُوا ہے۔ یہ لفظ کسی مقام کی حرکت یا تحریک کو ظاہر کرتا ہے یا قرب، اقرب کو، جیسے اس مقام [یوحنا ۱:۱] میں۔ اِس لئے اس سیاق و سباق میں اس کا مفہوم دوستی اور گہرے مراسم ہے" (صفحہ ۷، حاشیہ ۱۸)۔

۱۰ے 'su Hijo único, que vive en íntima communión con el Padre': Anita Volloton, Dios Llega al Hombre

el Nuevo Testamento de Nuestro Señor Jesu-Cristo, Version Popular, Sociedades Biblicas Unidas, Segunda edición, 1970.

۱۱ے قرآن مجید کے حوالہ جات کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ہے: عکسی قرآن مجید مع ترجمہ و تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور۔

۱۲ے ویسے تو اس بات کا تذکرہ اسلامی کتب میں بھی ملتا ہے کہ آنحضرت نے کم از کم ایک دفعہ "ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا" کا ذکر کیا۔ "واخرج البیہقی فی الدلائل من طریق سلمة بن عبد یشوع عن أبیه عن جدّه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کتب إلی اهل نجران قبل أن ینزل علیه طٰسٓ سلیمان، باسم إله ابراهیم واسحٰق ویعقوب من محمّد النبی"
(جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی۔ "لباب النقول فی أسباب النزول"۔ مطبعة مصطفی البابی الحلبی واولاده بمصر۔ الطبعة الثانیة۔ ۱۹۵۴ء۔ ص۳۵)۔ بیہقی نے دلائل میں حدیث نقل کی ہے کہ سلمہ بن عبد یشوع نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے طسِ سلیمان کے نزول سے پیشتر اہلِ نجران کو لکھا "ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے خدا کے نام سے، محمد نبی کی طرف سے"۔ (ترجمہ الراقم) اگرچہ اِس حدیث میں آگے کچھ ذکر نہیں ہے لیکن گمان غالب یہی ہے کہ نصاریٰ نجران نے "ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے خدا" سے کچھ ایسا استدلال کیا ہوگا کہ آپ نے آئندہ اسے استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

عزیز دوست، اگر آپ اِس کتاب کے مُطالعہ کے بعد ذیل کے سوالات کو حل کرکے ہمیں بھیجیں تو آپ کو ایک اور کتابچہ مُفت ارسال کیا جائے گا۔

۱- مثیلِ مُوسیٰ میں کونسی دو خصُوصیات کا ہونا لازمی تھا؟
۲- کیا المسیح کے حواری آپ کو نبی سمجھتے تھے؟
۳- کیا لوگ آپ کو مُوسیٰ کی پیشین گوئی کا مِصداق سمجھتے تھے؟
۴- جب جناب مسیح کی صُورت آپ کے حواریوں کے سامنے بدل گئی تو آسمانی آواز نے آپ کے بارے میں کیا اِرشاد فرمایا؟
۵- کلام کے مجسّم ہونے سے کیا مُراد ہے؟
۶- جس پتھر کو معماروں نے ردّ کیا اور جسے کونے کے سرے کا پتھر کہا گیا وُہ کونسی شخصیّت کو پیش کرتا ہے؟
۷- حواری پطرس نے کِس کو اِستثنا کی کتاب کی پیش گوئی کا مِصداق بتایا؟

سوالات کا حل اِس پتے پر بھیج دیجئے:

THE GOOD WAY

CH-8486 RIKON / P. O. BOX 66
SWITZERLAND